

رواداری کا قومی اور بین الاقوامی رجحان اور سیرت نبویؐ

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی ☆

بین الاقوامی سطح پر عدم برداشت کا عملی مظاہرہ ایک موقع پر اس وقت دیکھنے میں آیا جب مغرب کھد
مہذب دنیا کے اتحادی ممالک نے عراق کے خلاف جنگ کے ۴۲ دنوں میں ۸ ہزار ٹن بارود ہیروشیما پر
گرائے جانے والے بارود سے ساڑھے سات گنا زیادہ تھا، امریکی وزارت خارجہ پینٹاگون کے مطابق ایک لاکھ دس
ہزار بم برسائے گئے یعنی ۴۲ دنوں میں اس جنگ میں اوسطاً ہر دو منٹ بعد ایک بم گرایا گیا اور یہ سارے ہم جنگی
نوعیت کی اہمیت والی جگہوں کے علاوہ کھوؤں، پانی کے ذخیروں اور رہائشی مقامات پر گرائے گئے، عدم برداشت کے
بین الاقوامی رجحان کی بدترین مثال اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ۶ اگست ۱۹۹۰ء کا فیصلہ اس سے بھی زیادہ بھیانک
نتائج لایا جس کے نتیجہ میں عراق پر تجارتی پابندی عائد کئے جانے کے نتیجہ میں پانچ سال کے اندر اندر پانچ لاکھ
عراقی باشندے موت کے منہ میں چلے گئے، ۵ سال اور اس سے کم عمر کے ساڑھے تین لاکھ بچے لقمہ اجل بن گئے۔
اسلام، پیغمبر اسلام اور عہد نبویؐ کی فتوحات پر اعتراض اور نکتہ چینی کرنے والی مغرب کی مہذب دنیا
کے لیے عدم برداشت کے عمل کے نتیجہ میں انسانی جانوں کا اتنا بڑا نقصان تازیانہ عبرت ہے، جنگ عظیم اول،
جنگ عظیم دوم، ناگاساکی، ہیروشیما اور عراق پر جنگ مسلط کرنے والوں کو عہد نبویؐ کی فتوحات پر اعتراض کا کوئی
حق نہیں۔

اسلامی دنیا کے معروف محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عہد نبویؐ کے غزوات و فتوحات اور جنگی مہمات کے
مکمل اعداد و شمار ذکر کئے ہیں وہ لکھتے ہیں !

رسالت مآب ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ ایک شہری مملکت نہیں بلکہ ایک وسیع مملکت کا
دارالسلطنت تھا، اس وسیع سلطنت کا تاریخی رقبہ شواہد کی رو سے تین ملین یعنی تیس لاکھ مربع کلومیٹر بن چکا تھا

☆ لیکچرار شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج نار تھ ناظم آباد، کراچی

دوسرے الفاظ میں دس سال تک اوسطاً روزانہ کوئی ۸۴۵ کلو میٹر علاقے کا ملک کے رقبہ میں اضافہ ہوتا رہا سلطنت کی یہ توسیع کچھ تو پر امن ذرائع سے ہوئی اور کچھ جنگوں کے نتیجے میں آنحضرت ﷺ کے غزوات و سرایا کے متعلق دیگر تفصیلات کے علاوہ مقتولین اور شہداء کے اعداد و شمار بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔

دس سال میں ایک سو بیس مہینے ہوتے ہیں تو ایک سو بیس کے دو گئے دو سو چالیس آدمی بھی ان لڑائیوں میں نہیں مرے، دشمن کے مقتولین کی تعداد اس سے کم تھی، مسلمانوں کے شہداء کی تعداد دشمن کے مقتولوں سے بھی کم تھی بہر حال حیثیت مجموعی میدان جنگ میں قتل ہونے والے دشمنوں کی تعداد مہینے میں دو سے بھی کم ہے۔

تعلیمات و سیرت نبوی ﷺ

ہادی آخر و اعظم، سید عرب و عجم، رحمت عالم حضرت محمد ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں آپ کی پوری حیات طیبہ برداشت، رحمت و رافت، صبر و ضبط، غفور گزر اور رواداری و تحمل و برداشت سے عبارت ہے

رسالت مآب ﷺ حسن اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز تھے قرآن کا بیان ہے
انک لعلی خلق عظیم (۱) آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔

آپ کی سیرت اور حیات طیبہ کا ہر شعبہ امت مسلمہ کے لیے مثالی راہ عمل اور لائق اتباع ہے۔

ارشاد ربانی ہے: **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۲)**

در حقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان آیا ء شریفہ

یا ایھا النبی انار سلناک شاہد او مبشراً و نذیراً، کی تفسیر میں امام بخاری نے نقل کیا ہے رحمت عالم ﷺ

کے متعلق فرمایا گیا۔

انت عبدی و رسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب بالا سواق

ولا یدمغ السیئة بالسیئة ولكن یعفوا ویصفح ولن یقبضہ اللہ حتیٰ یقیم بہ الملتہ العوجاء

بان یقولوا لا الہ الا اللہ فیفتح بها اعیناً و آذاناً صماً و قلوباً غالفاً (۳)

تو میرا مددگار اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے رحمت عالم نہ سخت کلام ہیں نہ سخت

طبیعت نہ بازار میں شور کرنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لینے والے ہیں وہ معاف کرتے اور درگزر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ہر گز اس دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک وہ میڑھی قوم کو سیدھا نہیں کرے گا کہ وہ دل سے لا الہ الا اللہ کہنے لگی تاکہ ان کی مدد آنکھیں اور بہرے کان اور پردہ پڑے ہوئے دل کھل جائیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد پیغمبر رحمت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و رافت، برداشت و رواداری اور عفودرگزر کے متعلق کیا خوب لکھتے ہیں

"مظلومی میں صبر، مقابلہ میں عزم، معاملہ میں راست بازی، اور طاقت و اختیار میں عفودرگزر۔ برداشت و رواداری، تاریخ انسانیت کے وہ نودار ہیں جو کسی ایک زندگی کے اندر اس طرح کبھی جمع نہیں ہوئے (۴) مشرکین مکہ، منافقین مدینہ اور یثرب کے یہودیوں نے آپ کو جیسا کچھ ستایا اور گونا گوں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں ہیں ان کا اندازہ آپ کے حسب ذیل بیان سے لگایا جاسکتا ہے۔

لقب اوذیت فی اللہ وما یوذی احد (۵) مجھے اللہ کے راستے میں ایسا ستایا گیا ہے (انبیاء میں) کوئی نہیں ستایا گیا۔ اعلان نبوت کے بعد بیشتر اہل مکہ آپ کے بدترین دشمن بن چکے تھے اور دشمنی کے اظہار میں ایذا رسانی اور ظلم و ستم کا کوئی طریقہ اور موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے تاہم مشرکین مکہ میں جو لوگ آپ ﷺ کی دشمنی، عداوت اور اظہار نفرت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

"ابو جہل بن ہشام، ابولہب، اسود بن یغوث، حارث بن قیس، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، ابی بن خلف، ابوقیس بن الفاکہ، عاص بن وائل، نصر بن الحارث، بنہ بن الحجاج، زہیر بن ابی امیہ، سائب بن صہب، اسود بن عبداللہ، سد، عاص بن سعید، عاص بن ہاشم، عقبہ بن ابی معیط، حکم بن العاص، ابن الاصدی، عدی بن حمرہ۔

مذکورہ بالا میں سے اکثر و بیشتر آپ کے پڑوسی اور صاحب عزت و وجاہت تھے۔ آپ سے نفرت اور دشمنی کے اظہار میں ہمہ وقت سرگرم رہتے تھے، شب و روز یہی مشغلہ اور یہی دھن تھی، ان مثالی اور بدترین دشمنوں میں بھی ابو جہل، ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط دشمنی میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ (۶)

ہادی آخر و اعظم، سید عرب و عجم حضرت ﷺ کو تبلیغ دین اور اعلاء کلمۃ کی پاداش میں مشرکین مکہ کے سخت ترین مظالم اور ایذا رسانی کے باوجود برداشت اور عفودرگزر کا حکم ہوا۔

خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین (۷)

درگزر کا شیوہ اختیار کرو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو۔ اور ایک اور موقع پر ارشاد ہوا۔

ادفع بالتي هي احسن السيئته نحن اعلم بما يصفون (۸)

(اے پیغمبر آپ کے ساتھ جو برائی کرے) اس کا دفیعہ ایسے برتاؤ سے کریں جو بہت ہی اچھائی ہو وہ آپ کی نسبت جو کچھ کہا کرتے ہیں اس سے ہم خوب واقف ہیں۔

برداشت، صبر و ضبط، نرمی اور نرم خوئی ہاڈی آخر و اعظم اور توحید کے داعی اکبر حضرت ﷺ کو رحمت الہی نے خاص طور سے اس کا حصہ وافر عنایت فرمایا تھا خود بخود درگزر اور صبر و برداشت کے مثالی پیکر حضور انور ﷺ کو خطاب کر کر کے ارشاد فرمایا۔

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك (۹)

تو اللہ کی رحمت کے سبب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکھڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے۔

سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی سیرت طیبہ میں رافت و رحمت اور ضبط و برداشت کا وصف سب سے نمایاں طور پر ودیعت کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو خاص اپنی رحمت کا نتیجہ قرار دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ برداشت، رحمت و رافت، حلم و بردباری عفو و درگزر، چشم پوشی اور خوش حلقی غرض ان تمام اخلاق جمیلہ کے عطر کا نام جن میں شان جمال پائی جاتی ہے آپ کی ہی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ کمال و تمام موجود تھیں یہی برداشت، رحمت و رافت، رفق و تلطف اور نرم دلی و نرم خوئی ہے جس سے انسان کا اخلاقی حسن دوچند ہو جاتا ہے۔

مشرکین مکہ کی دشمنی اور اظہار نفرت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کو بجائے محمد کے مذمم کہتے تھے محمد کے معنی ستودہ کے ہیں اور مذمم کے معنی مذموم اور برے کے ہیں، قریش جب رسالت مآب ﷺ کو مذمم کہہ کر برا کہتے تو آپؐ فرماتے کہ اے لوگو تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی یادہ گوئی کو مجھ سے پھیر دیا وہ مذمم کی برائی کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں۔ (۱۰)

نزول وحی اور اعلان نبوت کے بعد دعوت عام کے موقع پر آپ کے نہایت قریبی عزیز حقیقی چچا ابولہب

عبدالعزئی نے کہا تبارک لہذا جمعتنا (معاذ اللہ) تم برباد ہو اس مقصد کے لیے ہم سب کو یہاں جمع کیا اس کے جواب میں سورہ لب نازل ہوئی اور قریش کی طرف سے ذہنی، جسمانی اور روحانی تکالیف پہنچانے کا آغاز ہوا اور وہ آپ کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ (۱۱)

مجم طبرانی میں منیب غامدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ لوگوں کو یہ فرماتے تھے اے لوگو لا الہ الا اللہ کو فلاح پا جاؤ گے مگر بعض بد نصیب تو آپ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ پر تھوکتے تھے اور بعض آپ پر خاک ڈالتے، اسی طرح دوپہر ہو گئی اس وقت ایک لڑکی پانی لے کر آئی اور آپ کے چہرہ انور اور دست اقدس کو دھویا میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ آپ کی صاحبزادی زینب ہیں۔

بخاری نے اس حدیث کو مختصر اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے یہ حدیث حارث بن حارث غامدی سے بھی مروی ہے اس میں قدر اور اضافہ ہے آپ نے حضرت زینب سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا اے بیٹی تو اپنے باپ کے معلوب اور بے عزت ہونے کا خوف مت کر۔ (۱۲)

طارق بن عبد اللہ المحارمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بازار ذی المجاز میں دیکھا کہ آپ یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے لوگو لا الہ الا اللہ کو فلاح پا جاؤ گے اور ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا تھا جس سے جسم مبارک خون آلود ہو گیا وہ ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا یا ایہا الناس لا تطیعوا فافانہ کذاب اے لوگوں ان کی بات نہ سننا یہ جھوٹے ہیں (۱۳)

بنی کنانہ کے ایک شیخ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو بازار المجاز میں دیکھا آپ یہ فرماتے تھے کہ اے لوگو لا الہ الا اللہ کو کامیاب ہو جاؤ گے اور ابو جہل آپ پر مٹی پھینکتا اور یہ کہتا جاتا تھا اے لوگو تم اس کے دھوکے میں نہ آنا یہ تم کو لات اور عزئی سے چھڑانا چاہتا ہے اور آنحضرت ﷺ اس کی طرف ذرہ برابر بھی التفات نہ فرماتے تھے۔ (۱۴)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک موقع پر عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مشرکین نے رسول ﷺ کو جو تکلیف پہنچائی ہو اس کا ذکر کرو تو عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا کہ ایک روز رسول ﷺ حطم میں نماز ادا فرما رہے تھے عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر اس قدر زور سے کھینچا کہ

گلا گھٹنے لگا سامنے سے ابو بکر آگئے اور عقبہ کو دھکا دے کر آپ کو چھڑایا۔ (۱۵)

ابو لہب کے بیٹے عقبہ اور عتیبہ نے آپ کی صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم اور سیدہ رقیہ کو طلاق دی (۱۶)
ابو لہب کی بیوی ام جمیل آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھانے لگی اور راہ میں پتھر لیے کھڑی رہتی (۱۷)

آپ اور آپ کے خانوادہ قریش کا تین برس تک ۷ نبوت سے ۱۰ نبوت تک سوشل بائیکاٹ کیا گیا چنانچہ معصوم بچوں کے لیے کھانے پینے کی چیزیں تک بھیجنا ممنوع تھا۔ (۱۸)

بھوک پیاس سے بچوں کے رونے اور بلبلانے کی آوازیں آتی تھیں لیکن قریش مکہ کا دل نہیں پیجتا تھا (۱۹)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار میں نے رسول ﷺ کو طواف کرتے دیکھا آپ طواف فرما رہے تھے اور عقبہ بن ابی معیط، ابو جہل اور امیہ بن خلف حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ ان کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے کچھ نازیبا کلمات آپ کو سنا کر کہے، آپ دوسری مرتبہ ادھر سے گزرے تب بھی انہوں نے ایسا ہی کیا جب آپ تیسری مرتبہ گزرے تو پھر اسی قسم کے بے ہودہ کلمات کہے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور ٹھہر گئے اور فرمایا خدا کی قسم تم باز نہ آؤ گے یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عذاب جلد نازل ہو (۲۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اسکے ساتھی بھی وہاں موجود تھے ابو جہل نے کہا کوئی ایسا نہیں جو اونٹ کی اوجھ اٹھالے تاکہ محمد جب سجدہ میں جائے تو وہ اوجھ آپ کی پشت پر رکھ دے اس وقت مشرکین میں جو سب سے زیادہ بدعت تھا یعنی عقبہ بن ابی معیط وہ اٹھا اور ایک اوجھ اٹھا کر آپ کی پشت پر ڈال دی۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا اور مشرکین ہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرے جاتے ہیں اتنے میں حضرت فاطمہ الزہرا جو اس وقت چار پانچ سال کی تھیں دوڑی ہوئی آئیں اور آپ سے اوجھ کو اٹھایا۔ (۲۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دو بدترین پڑوسیوں کے درمیان رہتا تھا ابو لہب اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونوں میرے دروازے پر نجاستیں لا کر ڈالا کرتے تھے۔ (۲۲)

نمگسار چچا حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد آپ کا کوئی حامی اور مددگار نہ رہا اور حضرت خدیجہ کے نصرت ہو جانے سے کوئی تسلی دینے والا اور نمگسار نہ رہا تو آپ نے قریش مکہ کی چیرہ دستیوں سے مجبور ہو کر آخر شوال ۱۰ نبوی میں طائف کا قصد فرمایا کہ شاید یہ لوگ اللہ کی ہدایت کو قبول کریں اور اس کے دین کے حامی اور مددگار ہوں زید بن حارثہ کو ہمراہ لے کر طائف تشریف لے گئے۔

عبدیلیلؑ مسعود حبیب ان تینوں بھائیوں پر جو وہاں کے سرداروں میں سے تھے اسلام پیش کیا، جائے اس کے کہ کلمہ حق کو سنتے، نہایت سختی سے آپ کو جواب دیا ایک نے کہا کیا خدا نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کے لیے تجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے ایک نے کہا کیا خدا کو اپنی پیغمبری کے لیے تمہارے سوا اور کوئی نہیں ملا ایک نے کہا خدا کی قسم میں تم سے کلام ہی نہیں کروں گا اگر واقعی اللہ نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے تو تمہارے کلام کو رد کرنا سخت خطرناک ہے اور اگر تم اللہ کے رسول نہیں تو پھر قابل خطاب اور التفات نہیں اور بعد ازاں اوباش اور بازاری لڑکوں کو اکسایا کہ وہ آپ پر پتھر برسائیں اور آپ کی ہنسی اڑائیں ظالموں نے اس قدر پتھر برسائے کہ آپ زخمی ہو گئے جب آپ زخموں کی تکلیف سے بٹھ جاتے تو یہ بد نصیب آپ کے بازو پکڑ کر دوبارہ پتھر برسانے کے لیے کھڑا کر دیتے اور ہنتے (۲۳)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر کیا احد سے بھی زیادہ سخت دن گزرا ہے آپ نے فرمایا تیری قوم سے جو تکلیفیں پہنچیں سو پہنچیں، لیکن سب سے زیادہ سخت دن وہ گزرا جس دن میں نے اپنے آپ کو عبدیلیل کے بیٹے پر پیش کیا اس نے میری بات کو قبول نہیں کیا، میں وہاں سے نہایت غمگین اور رنجیدہ واپس ہوا مقام قرن العباب میں پہنچ کر کچھ افاقہ ہوا، یکایک جو سراٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امیر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے اور اس میں جبریل امین موجود ہیں جبریل نے وہاں سے مجھ کو آواز دی کہ آپ کی قوم نے آپ کو جو جواب دیا ہے وہ اللہ نے سن لیا ہے اس وقت اللہ نے آپ کے پاس ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتے) کو بھیجا ہے تاکہ آپ اس کو جو چاہے وہ حکم دیں اتنے میں ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتے) نے مجھے آواز دی اور سلام کیا اور یہ کہا اے محمد اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے میں ملک الجبال ہوں تمام پہاڑ میرے تصرف میں ہیں آپ جو چاہے مجھے حکم دیں اگر آپ حکم دیں تو ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان اہل مکہ اور طائف رہتے ہیں ملا دوں جس سے تمام لوگ پس جائیں آپ نے فرمایا نہیں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل

سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اس وحدہ لا شریک کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ (۲۴)

صحابہ کرام کو قبول اسلام کی پاداش میں اتنا ستایا گیا کہ وہ تنگ آکر حبشہ کو ہجرت کر گئے (۲۵) مشرکین کے پے در پے مظالم اور ایذا رسانی کے نتیجہ میں جو اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ مشرکین کی مجلس ندوہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا اور اعلان عام کیا گیا کہ ہر قبیلے سے ایک فرد لیا جائے یوں سب ملک کر بیک وقت وار کریں اور معاذ اللہ آپ کو قتل کر دیا جائے تو کسی پر قصاص اور تادان نہیں آئے گا (۲۶)

چنانچہ اس غرض سے رات کو کاشانہ نبوی کا محاصرہ کیا گیا لیکن آپ پہرے کے سامنے رات میں مدینہ طیبہ کی ہجرت کے ارادہ سے عازم سفر ہوئے اور مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ (۲۷) جب مشرکین مکہ آپ کے تعاقب میں ناکام ہو گئے تب بھی ان کی آتش عداوت سرد نہ ہوئی اور انہوں نے انتقامی جذبے اور دشمنی کے اظہار کے لیے آپ کی گرفتاری پر سواوٹوں کا انعام رکھا (۲۸) (جس کی موجودہ دور میں ۲۵۴۵۴ ڈالر رقم بنتی ہے)

سرکار دو عالم ﷺ کا قیام جب تک مکہ میں رہا قریش اور مشرکین مکہ کی ستم ظریفیاں جاری رہیں اور مدینہ پہنچنے پر اور زور پکڑ گئیں مدینہ میں دو مخالف قوتوں کا اور اضافہ ہو گیا منافقین اور یہود۔ قرآن کریم میں "سورہ المنافقون" میں منافقین کے کردار کی نقاب کشائی کی گئی ہے مورخ محمد بن حبیب بغدادی نے منافقین کو نام ہمام گنایا ہے (۲۹)

مدینہ کے یہودی عالم و پیشوا جن کی تعداد تقریباً ۴۵ تھی، رحمت عالم ﷺ کے شدید مخالف اور جانی دشمن تھے انہیں ابن کثیر المتوفی ۷۷۷ء نے نام ہمام گنایا ہے۔ (۳۰)

یہود نے کھانے میں زہر ملایا (۳۱)

آپ پر پتھر کی بھاری سل پھینکنا چاہی (۳۲)

لبید بن الاعصم یہودی نے آپ پر سحر کیا جس کا اثر آخر تک رہا (۳۳)

ایک بار کچھ یہود رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور السلام علیکم کے بجائے السلام علیکم تم کو موت

آئے کہا، حضرت عائشہ نے سنا تو جواب میں کہا علیکم و لعنکم اللہ و غضب اللہ علیکم یعنی تم کو موت آئے خدا تم پر لعنت بھیجے اور تم پر خدا کا غضب نازل ہو، - رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا اے عائشہ نرمی اختیار کرو اور سختی اور بد زبانی سے بچو (۳۴)

پیکرِ عفو و برداشت ﷺ

انسان کے ذخیرہ اخلاق میں سب سے کم یاب اور نادر الوجود شے دشمنوں پر رحم، ان سے عفو و درگزر ہے، لیکن پیغمبر رحمت محسن انسانیت ﷺ کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں تھی، اپنے دشمن سے انتقام لینا انسانی فطرت کا لازمی حصہ ہے لیکن یہی فطرت رحمت ﷺ کی سیرت طیبہ اور تعلیمات میں معدوم نظر آتی ہے۔ آپ نے اپنے بدترین اور انسانی تاریخ کے مثالی دشمنوں سے حسن سلوک، برداشت و رواداری اور عفو و درگزر کا عملی مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آپ دونوں جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اسے قدرت انتقام کے باوجود معاف کر دوں جو مجھ سے قطع کرے میں اسے ملاؤں جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کر دوں، غضب اور خوشنودی دونوں حالتوں میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں (۳۵) یوں تو آپ کی پوری حیات طیبہ کفار و مشرکین اور دشمنوں سے حسن سلوک، برداشت عفو و درگزر اور رواداری سے عبارت ہے لیکن اس کا اہم موقع فتح مکہ ۱۰ / ۱ رمضان ۸ جنوری ۶۳۰ء ہے کہ جب آپ ﷺ کو اپنے دشمنوں پر کامل اختیار و اقتدار حاصل تھا جب صحن کعبہ میں اسلام پیغمبر اسلام اور جاں نثاران اسلام کے دشمن گروہ درگروہ سر جھکائے کھڑے تھے، کیسے دشمن؟ جنہوں نے جگر گوشہ رسول کا حمل اپنے نیزوں سے گرایا۔ جنہوں نے داعی اسلام کے سر مبارک کو شانہ مقدس سے جدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا تھا، جنہوں نے آپ کے چچا کا کلیجہ دانتوں سے چبایا جنہوں نے ہر موقع پر آپ کو بدنام کرنے اور اذیت رسانی میں کوئی دریغ نہیں کیا تھا لیکن آپ نے فتح مکہ کے موقع پر تمام روایات، خدشات اور توقعات کے برعکس برداشت اور عفو و درگزر کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے فرمایا: تم پر کوئی ملامت نہیں تم سب آزاد ہو۔

کسی میں یہ شانِ حلم بھی ہے ایسا کوئی حلیم بھی ہے

رحمت عالم رمضان سن ۸ھ میں دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ میں وارد ہوئے تو مشرکین مکہ کو اپنا

ظلم و ستم یاد تھا اور انتقام کا ڈر تھا اس موقع پر آپ ﷺ نے پانچ باتوں کی منادی کرائی۔

- (۱) جو مسجد حرام میں داخل ہوا اسے امان حاصل ہے۔
 - (۲) جو کعبۃ اللہ کے پردے سے لپٹا ہو گا وہ مامون ہے۔
 - (۳) جس نے ہتھیار پھینک دیئے وہ بھی مامون ہے۔
 - (۴) ابو سفیان کے گھر میں جو داخل ہوا، اسے بھی امان حاصل ہے۔ (۳۶)
 - (۵) جو گھر میں رہا اور دروازہ بند رکھا، اسے بھی امان حاصل ہے۔
- ایک اور روایت میں مزید الفاظ ملتے ہیں جس کے مطابق
- ☆ جو کوئی حکیم بن حزام کے گھر جا رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔
- ☆ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے (۳۷)
- ☆ زخمی کو قتل نہ کئے جانے، کا حکم صادر کیا گیا۔

رحمت عالم ﷺ نے مشرکین مکہ سے رواداری اور محاسن و مکارم اخلاق کا مظاہرہ اس طرح کیا کہ

مشرکین میں خاص طور سے قریش سے پوچھا بتاؤ میں تمہارے متعلق کیا فیصلہ کرنے والا ہوں؟

ان تاریخ ساز کلمات کو مورخ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ میں نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا

یا معشر قریش ماترون انی فاعل فیکم قالو خیر الخ کریم و ان الخ کریم، قال اذہوا انتم الطلقاء (۳۸)

اے قریش کی جماعت تم کیا سمجھتے ہو میں تمہارے متعلق کیا حکم کرنے والا ہوں وہ بولے سب سے بہتر

آپ کریم بھائی ہیں جس میں شرافت و کرم اور رافت و رحمت کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔

برداشت صبر و ضبط اور اعراض کے متعلق رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسرے

کو پچھاڑ دے پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے کو قابو میں رکھتے ہوئے برداشت سے کام لے (۳۹)

حضرت ابو ہریرہ ابن عمر حضرت جاریہ بن قدامہ حضرت ابو الدرداء وغیرہ متعدد صحابہ کرام سے

روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول ﷺ نے عرض کیا رسول ﷺ مجھے کوئی نصیحت کیجئے ارشاد ہوا کہ غصہ نہ کیا

کر و برداشت سے کام لو انہیں یہ بات معمولی معلوم ہوئی تو وہ دوبارہ پھر سہ بارہ سوال کیا آپ ﷺ نے ہر دفعہ یہ

فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو (۴۰)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو جگہ اپنے کو "غافر" مٹنے والا، پانچ دفعہ "غفار" بڑی بخشش کرنے والا اور اتنی ہی دفعہ "عفو" معاف کرنے والا اور ستر سے زیادہ آیات میں "غفور" مٹنے والا کہا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ اس کے عفو درگزر کا سمندر کس زور و شور سے جوش مار رہا ہے۔ اللہ نے اپنی تمام صفتوں میں سے اپنی اس صفت کی تجلی کا پر تو اپنے بندوں میں پیدا کرنے کی بے پردہ دعوت دی ہے۔ فرماتا ہے۔

او تعفو اعن سوء فان الله كان عفواً قديراً (۴۱) کسی برائی کو معاف کرو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا و قدرت والا ہے۔

برداشت کا عملی اظہار اس طرح کرتے ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس (۴۲) اور وہ غصے کو پی جاتے ہیں (باوجود تمام تر غضب اور قوت اقتدار کے برداشت سے کام لیتے ہیں) اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔

برداشت صبر و ضبط اور عفو درگزر کے نتائج و ثمرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔

ولا تستوى الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانهولى حميم - وما يلقاها الا الذين صبروا وما يلقاها الا ذو حظ عظيم - (۴۳)

اخلاق کی سب سے بھاری اور دشوار ترین تعلیم جو اکثر نفوس پر شاق گزرتی ہے وہ برداشت عفو درگزر

، ضبط نفس، تحمل اور برداشت کی ہے لیکن اسلام نے سنگلاخ زمین کو بھی نہایت آسانی سے طے کیا ہے، سب کو معلوم ہے کہ اسلام میں شرک اور بت پرستی سے کتنی شدید نفرت کا اظہار کیا گیا ہے اور رب ذوالجلال کی توحید اور

عظمت و جلالت کا کتنا اعلیٰ اور ناقابل تبدیل تصور اس نے پیش کیا ہے جو خاص اسلام کا امتیازی حصہ ہے۔ تاہم

مسلمانوں کو یہ تاکید کی جاتی ہے کہ تم مشرکوں کے بتوں کو برا بھلا نہ کہو، ایسا نہ ہو کہ وہ ضد میں تمہارے معبود برحق

کو برا کہیں بیٹھیں۔ ارشاد ہوا ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدواً بغير علم (۴۴)

اور جن کو یہ مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کہ وہ اللہ کو بے ادنیٰ سے نادانستہ برا کہہ بیٹھیں۔

یہ برداشت کی انتہائی تعلیم ہے رسول اللہ ﷺ کو باوجود کفار مکہ کے سخت ترین مظالم اور ایذا رسانی کے صبر

ہوا کہ کفار اور مشرکین کے ظلم و ستم اور گالی گلوچ پر صبر کرو اور ان کو معاف کرو اور اسی برداشت اور عفو درگزر کا

حکومت کو ہو رہا ہے۔

خذ العفو و امره بالعرف و اعرض عن الجاهلین (۴۵) معاف کرنے کی خو پکڑے رہ اور نیکی کا حکم دیتے رہے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

سکون کی حالت میں برداشت اور صبر و درگزر آسان ہے مگر ضرورت ہے کہ انسان غصے میں بھی برداشت اور صبر و ضبط کا دامن نہ چھوڑے۔ صحابہ کی تعریف میں فرمایا گیا و اذا ما غضبوا هم يستغفرون (۴۶) اور جب غصہ آجائے تب بھی وہ معاف کر دیتے ہیں نیکو کار اور پرہیزگار مومنوں کی خاص علامت یہ بیان کی گئی کہ وہ برداشت اور درگزر سے کام لیتے ہوئے اپنے غصے کو پی جاتے ہیں۔

والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس (۴۷) اور جو غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔

انتقام کی قدرت ہونے اور استطاعت رکھنے کے باوجود برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کو معاف کر دینا بہت بڑی بلند ہمتی کا کام ہے۔ فرمایا گیا۔

ولمن صبر و غفران ذلك لمن عزم الامور (۴۸) اور البتہ جس نے برداشت کیا اور معاف کیا تو بے شک ہمت کے کام ہیں اس برداشت اور عفو کو وحی محمدی نے اپنے الفاظ میں عزم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو خاص انبیاء اور پیغمبروں کی توصیف میں آیا ہے۔

فاصبر كما صبر اولو العزم من الرسل (۴۹) اور برداشت کرو جس طرح ہمت اور عزم والے پیغمبروں نے برداشت کیا۔

مندرجہ بالا آیات میں برداشت، صبر، عفو و درگزر، تحمل اور ضبط کو بڑی اہمیت اخلاقی بہادری و اولو العزمی اللہ کی محبوبیت و تقرب کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ سید المرسلین، خاتم النبیین، ہادی اخر و اعظم سید عرب و عجم پوری کائنات انسانی کے لیے ہادی بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ آپ ﷺ کی نبوت اور ابدی پیغام پوری بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ قرآن کا بیان ہے کہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیر و نذیر

اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کی یہی وہ خصوصیت ہے جو

آپ کو ہادی عالم ﷺ کی حیثیت سے نمایاں کر کے آپ ﷺ کے ابدی پیغام کی عالمگیریت کا اظہار کرتی ہے۔ جب کہ دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی ذات اور سیرت و کردار پوری امت مسلمہ کے لیے اسوۂ حسنہ اور ابدی نمونہ عمل ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۂ حسنۃ

بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ قرآن کریم اور فرامینِ صادقین و امین ﷺ اس حقیقت کی مزید وضاحت کرتے نظر آتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی پیروی اور کلمہ اطاعت نجات اور صلاح و فلاح کا واحد اور یقینی ذریعہ ہے۔

ہادی آخر و اعظم ﷺ کی ذات سراپا برداشت عفو و درگزر و ادوار و رحم مجسم تھی۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا یہی وہ پہلو ہے جو آپ ﷺ کو بنی نوع انسان میں ممتاز و منفرد کرنا نظر آتا ہے۔ چنانچہ دعوت اسلام کے آغاز سے فتح مکہ تک کے کٹھن سفر میں حیات طیبہ ﷺ برداشت اور عفو و درگزر کے وہ نمونے پیش کرتی ہے جو پوری انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دعوت اسلام کا آغاز اور تبلیغ دین کا موقع ہو، شعب الی طالب کی گھاٹی، عام الحزن و الملال ہو، طائف کی وادی ہو، دیوانہ جادوگر اور مجنون کہا جا رہا ہو جسمِ داطر پر گند ڈالی جا رہی ہو، راہ میں کانٹے پھسائے جا رہے ہوں، آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا جا رہا ہو، ہجرت پر گھر بار آل اولاد اور عزیز و اقارب چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہو جنگ کے معرکے ہوں احد کے میدان میں دندان مبارک شہید کئے جا رہے ہوں، کھانے میں زہر ملایا جا رہا ہو، مشرکین، منافقین، یہود مدینہ کے کون کون سے مظالم تھے جن پر آپ ﷺ نے صبر و برداشت سے کام نہ لیا۔ صلح حدیبیہ کا موقع ہو، مکہ میں فاتحانہ داخلہ ہو، ہر موقع اور ہر لمحے پر برداشت کا عملی نمونہ پیش کر کے قیامت تک انسانیت کے لیے نمونہ عمل پیش کر دیا۔ آج قومی اور بین الاقوامی سطح پر عدم برداشت کے رویوں میں جو قومی سطح پر فرقہ وارانہ، نسلی علاقائی اور لسانی و مذہبی اختلافات کی صورت میں نظر آرہے ہیں، قتل و غارت گری، دہشت گردی اور سفاکی کے مناظر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کی سراسر نفی ہیں اسی طرح بین الاقوامی سطح پر عدم برداشت کا ماحول عالمی سطح پر دنیا کے بیشتر خطوں میں نظر آرہا ہے۔ ان حالات میں راہ نجات اور صلاح و فلاح کا راستہ صرف اور صرف اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور تعلیمات نبوی میں ہے۔

- (۱) القلم : ۴
- (۲) الاحزاب : ۲۱
- (۳) امام بخاری ، الجامع الصحيح ، دمشق دار ابن كثير ۱۴۱۰ هـ ص ۱۷ ج ۲ : ل
- (۴) ابوالکلام آزاد ، رسول رحمت ﷺ لاہور شيخ غلام علی اينڈ سنز ص ۳۹ -
- (۵) احمد بن حنبل ، المسند ، مصر المطبعة الميمنية ۱۳۰۶ هـ ص : ۱۲۰ ج ۳ :
- (۶) ابن سعد ، الطبقات الكبرى بيروت دار صادر ص ۱۳۴ - ج ۱
- (۷) الاعراف : ۱۹۹
- (۸) المومنون : ۹۶
- (۹) ال عمران : ۱۷
- (۱۰) ابن كثير ، تفسير القرآن العظيم ، بيروت دارال معرفه ۱۹۶۹ء ص ۵۶۵ ج ۴ :
- (۱۱) ابن هشام ، السير النبويه ، بيروت دارالفكر ص ۳۱۷ ج ۱ :
- (۱۲) ابن حجر عسقلاني ، الاصابه في تميز الصحابه ، بيروت دارالحياه ۱۳۲۸ هـ ص : ۴۶۵ ج ۳ :
- (۱۳) ابن ابی شيبه المصنف كراچی اداره القرآن ۱۹۸۶ء ص ۳۰۰ ج ۱۴ :
- (۱۴) احمد بن حنبل ، المسند ، بيروت المكتب الاسلامي ۱۹۷۸ء ص ۶۳ ج ۴ -
- (۱۵) بخاری ، الجامع الصحيح ، كتاب التفسير ، كراچی اصح المطابع ص ۷۱۱ ج ۲
- (۱۶) السيوطي ، الدر المنثور بيروت دارالفكر ۱۰۳ هـ ص ۶۶۶ ، ۶۶۷ ج ۸
- (۱۷) ابن هشام سيرة النبويه ، بيروت دارالفكر ص ۳۵۵ ج ۱
- (۱۸) السبيلي ، الروض الانف ، مصر مطبعة الجماليه ۱۳۳۲ هـ ص ۲۱۶ ج ۱ ، ابن كثير ، البدايه والنهايه مصر مطبع السعاده
- ۱۳۵۱ هـ ص : ۷۶ ج ۲ -
- (۱۹) ابن عبد البر ، الذرعي اختصار المغازي والسير قاهره دارالمعارف ۱۰۳ هـ ص ۵۳ ، ابن حزم جوامع السير ، گوجرانواله اداره احياء السننه ص ۶ -

- (۲۰) ابن سید الناس ، عیون الاشرفی فنون المعازی والشمال والسير بیروت دارالمعرفه ص ۱۰ ج ۱
- (۲۱) ابن حجر ، فتح الباری ص ۳۰۲ ج ۱
- (۲۲) زرقانی ، شرح مواهب اللدنیہ ، بیروت مکتبه الاستقامه ۱۹۵ء ص ۲۵۱ ج ۱
- (۲۳) محمد ادريس كاندھلوی ، سيرة المصطفى ، لاہور مکتبه مدینہ ۱۹۹۲ء ، ص ۲۵۹ ج ۱:
- (۲۴) بخاری الجامعہ الصحيح باب ذکر الملائکہ کراچی اصح المطابع ص ۴۵۸ ج ۱
- (۲۵) ابن عبدالبر ص ۴۳ ، السيوطی ص ۲۸۵ ج ۷ -
- (۲۶) ابن ہشام ، سيرت النبويه ، بيروت دارالفكر ص ۳۸۲ ، ۳۸۳ -
- (۲۷) ايضاً ص ۳۸۲ ج ۱ -
- (۲۸) ايضاً ص ۴۸۹ ج ۱ -
- (۲۹) ابن حبيب بغدادی ، المحبر ، بيروت دارالمعرفه ص ۴۶۷ ، ۴۷۰ -
- (۳۰) ابن كثير ، البدايه والنهايه ص ۲۲۷ ، ۲۳۶ ج ۲ -
- (۳۱) ابوداؤد ، السنن دہلی ، مطبع مجتبائی ۱۳۱۸ھ ص ۲۷۱ - ۲۷۲ ج ۲
- (۳۲) ابن ہشام ، سيرت النبويه ، بيروت دارالفكر ص ۱۹۰ ج ۲
- (۳۳) ابن سعد ، الطبقات الكبرى ، بيروت دار صادر ص ۱۹۶ ج ۲ :
- (۳۴) بخاری ، الجامع الصحيح كتاب الادب -
- (۳۵) مسلم ، الجامعہ الصحيح بيروت دار احياء التراث العربی ص ۶ -
- (۳۶) شبلی نعمانی ، سيرت النبي لاہور مکتبه مدینہ ۱۴۰۸ھ ص ۲۹۴ ج ۱
- (۳۷) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی ، بذل القوة فی حوادث سنی النبوه ، حيدر آباد سندھی ادبی بورڈ ۱۳۸۶ھ ص ۲۲۱
- (۳۸) قاضي محمد سليمان منصور پوری ، رحمته للعالمين کراچی دارالاشاعت ۱۴۱۱ھ ص ۱۲۹ ج ۱
- (۳۹) ابن كثير البدايه والنهايه بيروت مکتبه المعارف ص ۳۱ ج ۲
- (۴۰) مسلم ، الجامع الصحيح باب فصل من يملك نفسه عند الغضب بيروت ،

دارالحياة التراث العربى -

(٣١) المنذرى ، الترغيب والترهيب ، باب الترهيب من الغضب ، قاهره ، ادارة

الطباعته المنيريّه -

(٣٢) النساء : ٣١

(٣٣) ال عمران : ١٣٤ -

(٣٤) حم سجده : ٣٥ -

(٣٥) الاعراف : ١٩٩ -

(٣٦) الاعراف : ٢٤

(٣٧) الشورى

(٣٨) ال عمران : ١٤

(٣٩) الثورى : ٤

(٥٠) الاحقاف